نبوت مسیح موعود علیہ السلام

کا

عقیدہ

احمدیوں کے دونوں فریق کی مصالحت میں مانع نہیں

قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری ناظر اصلاح و ارشاد

اَلنَّاشِر

مہتمم نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ - ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

نبوتِ مسیح موعودؑ کا عقیدہ

احمدیوں کے دونوں فریق کی مصالحت میں مانع نہیں

معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت کے کسی دوست نے مولوی صدرالدین صاحب امیر لاہوری فریق کو تبلیغی خط لکھا ہے کہ وہ اپنے عقاید پر قائم رہتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی بیعت کرلیں. اس پر مولوی صدرالدین صاحب نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے. "**جماعت ربوہ اور جماعت لاہور کے عقاید**" اس پمفلٹ میں مولوی صدرالدین صاحب نے زیادہ تر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں کے حوالہ جات دیئے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت سے مُراد محدثیت بیان فرمائی ہے اور ٹریکٹ کے آخر میں لکھا ہے :-

> اندریں حالات مناسب یہی ہے کہ ان عقاید کو اپنایا جائے. ایسا کرنے سے آپس میں مفاہمت اور مصالحت کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے. صرف اس قسم کی بنیاد پر ہی مضبوط مصالحت استوار ہو

سکتی ہے۔ اس اصول کو ترک کر کے سطحی مصالحت قائم کرنے کے
لئے سعی کرنا بےسود ہوگا۔ دونوں جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے
پر طعن و تشنیع نہ کریں اور حسنِ اخلاق سے ایک دوسرے کی بات کو
سُنیں اور خلوص سے اس پر غور کریں اور دُعا سے کام لیں۔ تاکہ
خدا تعالیٰ ہمارے درمیان حقیقی مصالحت کی راہ کھول دے۔"

ہمیں جناب مولوی صاحب کی اس نصیحت سے پورا اتفاق ہے کہ اختلافی امور میں طعن و تشنیع سے احتراز کرنا چاہیئے اور حسنِ اخلاق، خلوص اور دُعا سے کام لینا چاہیئے۔

مگر ہم افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جناب مولوی صاحب کا گروہ ان کی اس نصیحت پر کاربند نہیں۔ مولوی صاحب موصوف اگر امسال کے اخبار پیغام صلح کا ہی جنوری سے جائزہ لیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اُن کا فریق نہ صرف طعن و تشنیع سے کام لے رہا ہے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے خلاف مکروہ قسم کی بدزبانی سے بھی اسے احتراز نہیں۔ گذشتہ سال ان کے فریق کے ایک فرد" الحاج" ممتاز احمد صاحب فاروقی نے ایک دلآزار اور دلخراش کتاب "فتح حق" کے نام سے لکھی ہے جس میں طعن و تشنیع کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند دلبند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلاف سخت گند اچھالا ہے اور ہماری جماعت کے جذبات کو سخت مجروح کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو کچھ حضور کے خلاف آجکل بھی پیغام صلح میں لکھا جا رہا ہے وہ ظاہر کر رہا ہے کہ آپ کا فریق آپ کی مذکورہ ہدایت کا پابند نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے

کہ آپ کے فریق کے مضمون نگار آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔
محترم مولوی صاحب! آپ نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱ پر تحریر فرمایا ہے:۔

"اہلِ ربوہ اور جماعت لاہور کے درمیان جو اختلاف ہے وہ فروعی نہیں بلکہ اصولی ہے۔ اہلِ ربوہ کے نزدیک حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں جن پر ایمان لانا فرض ہے"

اور جماعت لاہور کے عقاید کے متعلق یہ لکھا ہے:۔

"حضرت مسیح موعود نبی اللہ نہیں بلکہ وہ مجدد ہیں"

ہمارے نزدیک آپ کا یہ بیان قابلِ اصلاح ہے۔ کیونکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان اختلافات اصولی نہیں بلکہ ہمارے اور آپ کے فریق کے عقاید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق محض ایک لفظی نزاع ہی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا نبوت مسیح موعود کا عقیدہ باہمی مصالحت اور خلیفۃ المسیح الثالث کی بیعت میں مانع نہیں ہو سکتا۔

دیکھئے انکارِ نبوت کے متعلق اور اپنی نبوت کو محدثیت قرار دینے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس قدر اقوال آپ نے حضور کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں سے نقل کئے ہیں۔ ان سب میں حضرت مسیح موعود کا تشریعی اور مستقلہ نبوت کے دعویٰ سے انکار ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول کا نام دیا جانے سے انکار نہیں۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ ایک وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی اور رسول کی تعریف یہ خیال فرماتے تھے۔

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ

کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعتِ سابقہ کو منسوخ کرتے
ہیں یا نبیٔ سابق کی اُمّت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفادہ
کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں"
(مکتوب ۱۷ راگست ۱۸۹۹ء)

اس تعریف نبوّت کے رُو سے نبی اور رسُول کے لئے کسی دوسرے نبی کا اُمتی نہ ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس تعریف کے بالمقابل آپ نے اپنی نبوّت کو محدّثیت قرار دیا کیونکہ آپ اُمتی بھی تھے۔ اور ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اس تعریف کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے کبھی بھی نبوّت کا دعویٰ نہیں کیا۔ پس اس امر میں ہم دونوں فریق کا اتفاق ہے۔

مولانا! یہ تو آپ کو مسلّم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو آپ کے الہامات میں بھی نبی اور رسُول کہا گیا ہے اور احادیث نبویہ میں بھی آپ کو نبی اللہ قرار دیا گیا ہے۔ ان دونوں باتوں میں ہم دونوں فریق متفق ہیں۔ اور اس بات میں بھی ہم دونوں فریق متفق ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی ہیں۔

مولانا! آپ نے نبوّت کی تاویل محدّث کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے جو اقوال پیش کئے ہیں وہ سب درست ہیں اور ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ ایک وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنی نبوّت کو محدّثیت تک ہی محدود قرار دیا ہے۔ البتہ ۱۹۰۱ء میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انکشاف ہو جانے پر آپ نے اپنی نبوّت کا مقام محدثیت سے بالاتر قرار دیا

ہے کیونکہ آپ نے اپنی نبوت کو محدثیت قرار دینے کی تاویل ترک فرما دی تھی۔ مگر اس سے بھی آپ کی نبوّت کی کیفیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ کیونکہ ہمیشہ آپ نے اپنی نبوّت کی کیفیت یہی بیان فرمائی ہے کہ آپ مکالمہ مخاطبہ الٰہیّہ سے مشرّف ہیں جس میں خدا آپ پر بکثرت امورِ غیبیہ ظاہر کرتا ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نبی اور رسُول رکھا ہے۔ پس ہم دونوں فریق اس بات پر بھی متفق ہیں کہ آپ کی نبوّت کی کیفیت شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی رہی۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

علاوہ ازیں ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ظلّی نبی یا ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی مانتے ہیں۔ اور آپ کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ظلّی نبی یا ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی ہونے سے انکار نہیں۔

پس ہم دونوں فریق دراصل ایک ہی حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے وجود میں متحقّق جانتے ہیں۔ مگر آپ لوگ اس حقیقت کو نبوّت کی کوئی قسم قرار نہیں دیتے بلکہ محض محدثیت قرار دیتے ہیں اور ہم اسے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ۱۹۰۱ء اور اس کے بعد کی تحریروں کے مطابق نبوّت کی ایک قسم جانتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے مقام کو محدثیت کے مقام سے بالا یقین کرتے ہیں۔ پس ہمارے اور آپ کے درمیان محض ایک ایسا اختلاف ہے جو صرف نزاع لفظی تک محدُود ہے۔ یہ مصالحت میں مانع نہیں ہو سکتا

تتمہ حقیقۃ الوحی میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے غیر از جماعت لوگوں کی بھی اپنی نبوّت کے متعلق ایک لفظی نزاع ہی قرار دی ہے۔ چنانچہ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

ہے کیونکہ آپ نے اپنی نبوت کو محدّثیت قرار دینے کی تاویل ترک فرما دی تھی۔ مگر اس سے بھی آپ کی نبوّت کی کیفیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ کیونکہ ہمیشہ آپ نے اپنی نبوّت کی کیفیت یہی بیان فرمائی ہے کہ آپ مکالمہ مخاطبہ الٰہیّہ سے مشرّف ہیں جس میں خدا آپ پر بکثرت امورِ غیبیہ ظاہر کرتا ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نبی اور رسُول رکھا ہے۔ پس ہم دونوں فریق اس بات پر بھی متفق ہیں کہ آپ کی نبوّت کی کیفیت شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی رہی۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

علاوہ ازیں ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ظلّی نبی یا ایک پہلُو سے نبی اور ایک پہلُو سے اُمّتی مانتے ہیں۔ اور آپ کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظلّی نبی یا ایک پہلُو سے نبی اور ایک پہلُو سے اُمتی ہونے سے انکار نہیں۔

پس ہم دونوں فریق دراصل ایک ہی حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں متحقّق جانتے ہیں۔ مگر آپ لوگ اس حقیقت کو نبوّت کی کوئی قسم قرار نہیں دیتے بلکہ محض محدثیت قرار دیتے ہیں اور ہم اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۱۹۰۱ء اور اس کے بعد کی تحریروں کے مطابق نبوّت کی ایک قسم جانتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو محدّثیت کے مقام سے بالایقین کرتے ہیں۔ پس ہمارے اور آپ کے درمیان محض ایک ایسا اختلاف ہے جو صرف نزاعِ لفظی تک محدُود ہے۔ یہ مصالحت میں مانع نہیں ہو سکتا تتمہ حقیقۃ الوحی میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر از جماعت لوگوں کی بھی اپنی نبوّت کے متعلق ایک لفظی نزاع ہی قرار دی ہے۔ چنانچہ حضور تحریر فرماتے ہیں:-

"میری مراد نبوّت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوّت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوّت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی کہ آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکمِ الٰہی نبوّت رکھتا ہوں۔ ولکلٍ ان یصطلح"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

پس جب غیر احمدیوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اپنی نبوّت کے متعلق محض ایک نزاع لفظی ہے تو جماعت احمدیہ کے دونو فریق میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اس عبارت کو سچا سمجھتے ہیں بدرجہ اولیٰ نزاعِ لفظی ہوئی نہ کہ کوئی حقیقی نزاع۔

اگر ہمارے لاہوری فریق کے دوستوں کو یہ بات سمجھ میں آجائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ظلّی نبوّت ایک قسم کی نبوّت ہے ۱۹۰۱ء سے آپ نے اپنا مقام ظلّی نبوّت میں محدثیت کے مقام سے بالاتر قرار دیا ہے تو یہ لفظی نزاع بھی دُور ہو جاتی ہے :-

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام تو صاف تحریر فرماتے ہیں :-

" میں بھی اُس (خدا تعالیٰ) کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا

ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوّتیں اس پر ختم ہیں اور اُس کی
شریعت خاتم الشرائع ہے **مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں**
یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اُس کے
چراغ سے نُور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی
اس کا ظلّ ہے اور اسی کا مظہر اور اسی سے فیضیاب ہے"
(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۴)

تبدیلی عقیدہ کے دلائل

اس امر کے بعض دلائل کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنی نبوت کو محدثیت قرار دینے کے بعد اپنے عقیدہ میں تبدیلی فرمالی اور اُسے محدثیت سے ممتاز مقام قرار دے دیا، درج ذیل ہیں:-

اوّل رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں حضور نے صراحتًا تحریر فرما دیا ہے:-

"اگر بروزی معنوں کی رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کی رُو سے مجھے نبوّت اور رسالت سے انکار نہیں۔ اس لحاظ سے **صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا ہے۔ اگر خدا تعالٰے کی طرف سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے**

اگر کہو اس کا نام محدّث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہیں۔ مگر نبوّت کے معنی اظہارِ امرِغیب ہے"

اس اقتباس سے آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام نبوّت میں محدّث کے مقام سے بالا ہے اور آپ کو محض نبی بمعنی محدّث قرار دینے سے آپ کی پوری شان ظاہر نہیں ہوتی۔ حالانکہ ۱۹۰۱ئہ سے پہلے آپ فرما چکے تھے کہ جس جس جگہ آپ نے نبی کا لفظ استعمال کیا ہے اس کی جگہ محدّث کا لفظ سمجھ لیا جائے۔

دوم | ۱۹۰۱ئہ سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک نبی کے لئے ضروری تھا کہ وہ کسی دوسرے نبی کا اُمتی نہ ہو۔ لیکن ۱۹۰۱ئہ اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوّت کی تعریف میں اس کے اُمتی نہ ہونے کی شرط کو ضروری قرار نہیں دیا۔ بلکہ یہ ضروری قرار دیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اُمتی بھی موہبتِ نبوّت کو حاصل کر سکتا ہے چنانچہ رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" (۱۹۰۱ئہ) میں ہی حضور فرماتے ہیں :۔

"یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں ۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں ۔جن کی رُو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے ۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسُول ہونیکے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے

جیسا کہ آیت لایظہر علےٰ غیبہٖ احداً الّا من ارتضیٰ
من رسولٍ سے ظاہر ہے۔ پس مصفّٰی غیب پانے کے لئے
نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے
کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ اُمّت محروم نہیں اور مصفّٰی غیب حسب
منطوقِ آیت نبوّت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہِ راست
بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز
اور ظلّیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھُلا ہے "

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل امور ظاہر ہیں:۔

اوّل:۔ گذشتہ انبیاء آیت لایظہر علیٰ غیبہٖ احداً کے مطابق مصفّٰی غیب پر مشتمل پیشگوئیاں پانے کی وجہ سے ہی نبی اور رسُول کہلاتے ہیں نہ کہ شریعتِ جدیدہ لانے یا غیر امتی ہونے کی وجہ سے۔ گویا شریعت لانا یا غیر امتی ہونا نبوّت کی ضروری شرط نہیں۔

دوم:۔ یہی موہبت نبوّت و رسالت جو مصفّٰی غیب پر مشتمل ہو جس کے پانے والے کے لئے نبی ہونا ضروری ہے آیت اھدنا الصراط المستقیم کے مطابق بروز ظلّیت اور فنا فی الرسول کے طریق سے اُمتی کو بھی مل سکتی ہے۔

سوم۔ اب اس موہبتِ نبوّت کا جو پہلے انبیاء کو براہِ راست ملتی رہی۔ براہِ راست ملنا بند ہے۔ لیکن وہی موہبت بواسطہ بروز وظلّیت مل سکتی ہے۔ پس ظلّی نبی اور مستقل (براہ راست) نبی میں اب حضور کے نزدیک صرف ذریعہ حصولِ مقامِ نبوّت میں فرق ہے نہ کہ نفسِ نبوت میں۔

چہارم۔ اس اقتباس سے حضور کا مقصد یہی ہے کہ میں ظلّی نبی ہوں اور مجھے وہی موہبتِ نبوّت حاصل ہے جو پہلے انبیاء کو براہِ راست ملتی رہی ہے پس ظلّی نبی کا مقام پہلے اقتباس کی روشنی میں محدّث کے مقام سے بالا تر ثابت ہوا۔

سوم آیت کریمہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے ذکر میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوّت پر قیامت تک مُہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھُلے کھُلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروزِ محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ مَیں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوّت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوّت کے مقابل پر اب تمام دُنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوّت پر مُہر ہے۔ **ایک بروزِ محمدی جمیع کمالاتِ محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدّر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔** اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوّت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔ **خلاصۂ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوّت اور رسالت سے ختمیت کی مُہر نہیں ٹوٹتی۔** اور حضرت عیسٰی کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت وَلٰکِنْ رَسُوْلَ

اللہَ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن ہے وہ ختمیت کی مُہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں۔ اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن ایک بروزی نبی اور رسُول کا آنا **قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت** وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ سے ظاہر ہو رہا ہے"

ہماری جماعت حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظلّ و بروز مان کر بھی نبی اور رسُول قرار دیتی ہے اور آپ کی ما۔ میں مندرج تصریح کے مطابق اس بروزی نبی اور رسُول کا مقام محض محدث نہیں جانتی بلکہ بروزی رسُول اور نبی کو نبوّت کی ایک الگ قسم یقین کرتی ہے جو انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اُسے نبوّت کی ایک قسم قرار دیا ہے۔ جیسا کہ "چشمۂ معرفت" صفحہ ۳۲۴ کی عبارت سے جو قبل ازیں پیش کی گئی ہے ظاہر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام آیت وَاٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

"بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ٦٧)

چہارم | نبوّت کی سابقہ تعریف میں ترمیم کر لینے کے بعد سنہ ۱۹۰۱ء سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے نزدیک نبوّت کی تعریف یہ ہے :-

(ا) "میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا تعالیٰ کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

"نبی اسی کو کہتے ہیں" کے الفاظ میں حصر کر کے حضور نے بتا دیا ہے۔ کہ اس کے علاوہ نبی کی کوئی تعریف نہیں اور بتایا ہے کہ یہ تعریف مجھ پر صادق آتی ہے۔

(ب) "خدا کی یہ اصطلاح ہے کہ جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوّت رکھا"

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضورؑ "خدا کی اصطلاح" میں بھی نبی ہیں۔

(ج) حضور فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو۔ زبردست پیشگوئیاں ہوں، مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رُو سے نبی کہلاتا ہے"

(حجۃ اللہ مندرجہ الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضورؑ "اسلامی اصطلاح" میں بھی نبی ہیں

تبدیلیٔ عقیدہ کے بعد نبوت کے لغوی معنی اور اسلامی اصطلاح آپ کے نزدیک ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔

(د) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مخالفین کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں :-

"آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح "

(تتمہ حقیقۃ الوحی صـ ۶۸)

پس آپ خدا کے حکم اور اصطلاح میں بھی نبی ہیں۔

پنجم سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو محدث قرار دینے کے زمانہ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"اُمتِ محمدیہ میں محدثیت کا منصب ؟ . اس قدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بے خبر کا کام ہے"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۲۴۵)

لیکن اپنی نبوت کو محدثیت سے ممتاز قرار دینے کے زمانہ میں حضور تحریر فرماتے ہیں :-

"غرض اس حصۂ کثیر وحیٔ الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے

پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصۂ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرتِ امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امورِ غیبیہ سے حصہ پاتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کے پورے طور پر پانے سے روک دیا۔ تا جیسا کہ احادیثِ صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص فرد ہیں۔ اور آپ سے پہلے اُمتِ محمدیہ میں کسی شخص کو بھی یہ نام اس لئے نہیں ملا کہ اس کے پانے کے لئے امورِ غیبیہ کثرت سے اطلاع پانا شرط تھی۔ مگر یہ شرط آپ سے پہلے صالحین میں سے کسی نے کامل طور پر پوری نہیں

کی۔ اس لئے اس اُمت میں سے کسی نے نبی کا نام نہیں پایا۔ حالانکہ وہ اولیاء جو امت محمدیہ میں گذرے سب ضرور محدّث تھے۔ پس آپ کی نبوّت کو اگر محدثیت سے بالاتر سمجھا جائے تو یہ ساری عبارت ہی بے معنی ہو جاتی ہے کہ "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی و کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"

اس کے ساتھ ہی ذیل کے حوالہ جات بھی قابل غور ہیں:۔

(ا) "اس اُمت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

(ب) "خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا جو ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے اُمتی۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۰۱)

(ج) "دونوں سلسلوں (سلسلہ موسوی و سلسلہ محمدی) کا تقابل پورا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی **شانِ نبوّت** کے ساتھ آوے تا اس نبوّت

عالیہ کی کسرِ شان نہ ہو"

(نزول المسیح صفحہ ۴)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عالی شان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی اُمت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ اُمتی ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"میں نبی اور رسُول ہوں یعنی باعتبار ظلّیتِ کاملہ وہ آئینہ ہُوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوّت کا کامل انعکاس ہے"

(نزول المسیح صفحہ ۳)

پس مسیح موعود میں شانِ نبوّت ظلّی طور پر علیٰ وجہ الکمال پائی گئی ہے۔ لہذا ظلّی طور پر حاصل کردہ کمالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نفس نبوّت میں دیگر انبیاء سے کمالاتِ نبوّت کے پانے میں ہرگز کم درجہ پر نہیں۔

چنانچہ حضور فرماتے ہیں :۔

"کتنے ہی کمالات ہیں جو انبیاء میں اصالتًا پائے جاتے ہیں اور ہم کو اُن سے افضل اور اعلیٰ ملتے ہیں مگر ظلّی طور پر"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۷)

نیز فرماتے ہیں :۔

"سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہُنر سے اس نعمت سے کامل حصّہ پایا جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسُولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا۔ اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

ششم چھٹی دلیل تبدیلیٔ عقیدہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ واضح اعتراف موجود ہے کہ :-

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو **اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔**"

(ریویو جلد اوّل نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ و رسالہ دافع البلاء)

لیکن ۱۹۰۱ء سے قبل "تریاق القلوب" میں آپ فرماتے ہیں :-

"اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے"

(تریاق القلوب ص۱۵۷)

ان دونوں عبارات میں صریح تناقض موجود ہے جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ نے مسیح پر جزوی فضیلت کا پہلا عقیدہ ترک کر کے اپنی تمام

شان میں حضرت مسیح علیہ السلام سے بڑھ کر ہوئے کا عقیدہ اختیار کر لیا۔ اگر حضور اس وقت اپنے آپ کو نبی نہ سمجھتے تو یہ کبھی نہ فرماتے کہ آپ اپنی تمام شان میں حضرت مسیح سے بہت بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ ایک غیر نبی اپنی مجموعی شان میں نبی سے ہرگز بڑھ کر ہونے دعویٰ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جب حضور پر ان دونوں عبارتوں میں تناقض پایا جانے کا اعتراض ہوا۔ تو حضور نے تسلیم فرمالیا کہ ان عبارتوں میں تناقض پایا جاتا ہے اور وجہ اس تناقض کے پائے جانے کی یہ بتائی :-

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹-۱۵۰)

یہ عبارت اس بات پر روشن دلیل ہے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اعتراف پر مشتمل ہے کہ نبوت کے بارہ میں آپ نے اپنے پہلے عقیدہ میں تبدیلی فرمائی ہے اور اپنے آپ کو صریح طور پر نبی کا خطاب پانے والا سمجھ لینے پر یہ اعلان فرمایا ہے کہ آپ اپنی تمام شان میں حضرت مسیح

علیہ السلام سے بہت بڑھ کر ہیں۔ ورنہ جب تک نبوّت میں صراحت نہ سمجھی۔ اس وقت تک آپ اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے رہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام پر صرف اپنی جزوی فضیلت کے قائل رہے۔ پس فضیلت برمسیح کے عقیدہ میں تبدیلی کا موجب در اصل نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی ہے۔ نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی اصل ہے اور فضیلت کے عقیدہ میں تبدیلی اس کی فرع اور اس کا لازمی نتیجہ ہے۔

افسوس ہے کہ مولوی صدر الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا صرف ایک ہی رُخ پیش کیا ہے اور ان عبارات کو جو تبدیلی عقیدہ پر دال ہیں اور جن سے نبی کی تاویل محدّث ترک کرنا ثابت ہے، اپنے رسالہ کے قارئین کے سامنے پیش نہیں کیا۔ ان کا یہ طریق بحث جانبدارانہ ہے۔ احقاق حق نہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا ایک مضمون

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے اپنے سابق امیر جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم کا ایک پُرانا مضمون تبدیلیٔ عقیدہ کی تردید میں شائع کیا ہے جس میں ہمارے مذکورہ بالا استدلالات کا کوئی جواب موجود نہیں۔ اور قریباً انہی حوالوں کو پیش کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محدّث ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تصنیفات سے متعلق ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا یہ مضمون کسی صاحب کے اس سوال کے جواب میں ہے کہ:۔

"کیا قادیانی حضرات حضرت مرزا صاحب کے نام پہ ان کی کتابوں کو بدل رہے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو کیا وہ اپنے مقاصد کو پُورا کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کی غلط تاویلیں کر رہے ہیں؟ اگر جھگڑا محض تشریح کا ہے تو کیا میرا اس نتیجہ پہ پہنچنا غلط ہوگا کہ اگر کسی وقت حضرت مرزا صاحبؑ کی تحریرات، اقوال اور اعمال کے متعلق قادیانی تشریحات درست ثابت ہوں تو کیا آپ سب خلیفہ قادیان کی پیروی کریں گے؟"

مولوی محمد علی صاحب نے اس کے جواب میں ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں پیش کر دی ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوّت کو محدثیت قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ

"جماعت احمدیہ لاہور لفظ "نبی" کی اس تشریح پر قائم ہے جو خود بانئ سلسلہ نے کی ہے۔ لیکن قادیانی جماعت اس لفظ کو پکڑے ہوئے ہے اور حضرت بانئ سلسلہ کی تشریح کو درخور اعتنا نہیں سمجھتی"

لاہوری فریق کے دونوں امیروں نے ایک ہی طریق بحث اختیار کیا ہے۔ جو محض مجادلہ اور مکابرہ کا طریق ہے۔ منصفانہ بحث کا طریق ان دونو نے اختیار نہیں کیا اور صرف حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں پر ہی اپنے عقیدہ کی بنیاد رکھی ہے اور ہماری جماعت پر یہ غلط الزام دیا ہے کہ ہم نے صرف

لفظ نبی کو پکڑ لیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریحات کو درخورِ اعتناء نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب نے نبوت کی تشریح میں صرف لفظ "محدث" کو پکڑ لیا ہے اور حضرت بانیِ سلسلہ احمدیہ کی ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریرات کو درخورِ اعتناء نہیں سمجھا جن میں آپ نے اپنا مقام محدثینِ اُمت سے ممتاز تر قرار دیا ہے اور اپنے آپ کو تیرہ سو سال کے اولیائے اُمت کے بالمقابل نبی کا نام پانے میں فرد واحد قرار دیا ہے اور جن میں یہ اعتراف بھی موجود ہے کہ آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی فرمائی پہلے اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے اور پھر صریح طور پر نبی کا خطاب پانے کا اعتراف فرمایا۔

پس افسوس ہے کہ لاہوری فریق کے دونوں امیروں نے تحقیق کا حق ادا نہیں کیا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل مقام کو لوگوں کی نگاہ سے اوجھل رکھ کر ہماری جماعت کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے موجودہ سکرٹری ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کے مضمون کے پیش لفظ میں بھی بحث کا یہی غلط طریق اختیار کیا ہے اور مولانا محمد علی صاحب کی طرف سے یہ لکھا ہے:۔

> "حضرت مولانا محمد علی نے اپنی اس تحریر میں یہ چیلنج کیا ہے کہ حضرت اقدس پر تبدیلیٔ عقیدہ کا جو الزام لگایا جاتا ہے اس کا کوئی ادنیٰ سا ثبوت بھی کہیں موجود نہیں"

ہم نے اپنے اس مضمون میں اختصار سے تبدیلیٔ عقیدہ کے متعلق چھ ۶ ثبوت پیش

کئے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب تو وفات پا چکے ہیں. کیا ڈاکٹر اللہ بخش صاحب یا اُن کے موجودہ امیر مولوی صدرالدین صاحب ہماری ان چھ دلیلوں کو غلط ثابت کئے بغیر رد کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا سابقہ عقیدہ،

یہی مولوی محمد علی صاحب جو لاہوری فریق کا امیر بننے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر رہے ہیں حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں مولوی کرم دین صاحب جہلمی کا حضرت مسیح موعود کے خلاف استغاثہ پر بطور گواہ عدالت میں یہ حلفیہ بیان دے چکے ہیں :-

(الف) ۱۲ر مئی کا بیان

"مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے"

(ب) ۱۶ر جون کا بیان

"مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ اس قسم کا ہے کہ **میں نبی ہوں**۔ لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ ایسے مدعی کا مکذب قرآن شریف کے رو سے کذاب ہوتا ہے"

(مسل مقدمہ استغاثہ مولوی کرم دین جہلمی)

مولوی محمد علی صاحب نے یہ دونو بیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں دیئے تھے۔

پس ہم تو اسی عقیدہ پہ قائم ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مولوی صاحب

موصوف اور ان کے ساتھی خلافت ثانیہ کا انکار کرنے پر اس عقیدہ پر قائم نہیں رہے۔

حرفِ آخر

مولوی محمد علی صاحب والے ٹریکٹ میں" اندھی تقلید کی ذہنیت" کے عنوان کے تحت لکھا ہے :-

" قادیانی جماعت کے سربراہ نے اپنی جماعت میں پیر پرستی کی بدترین صورت قائم کردی۔ اور ہر بات خواہ وہ کتنی ہی بُری ہو۔ وہ بلا تردد اُن سے منوا سکتا تھا۔ عام طور پر پیر پگاڑو پیر پرستی کا بدترین نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا نام بے گناہوں کے خون میں رنگین ہو چکا ہے۔ مگر فی الحقیقت پیر پرستی خواہ وہ کسی شکل میں موجود ہو۔ ایک لعنت ہے"

مولوی صدرالدین صاحب دیکھیں کہ کیا یہ عقاید پر براہ راست بحث ہے یا محض طعن و تشنیع۔ اگر خلیفۂ وقت کی پُر خلوص اطاعت کا نام پیر پرستی ہے۔ تو حسب آیت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ رسول اور اولی الامر کی اطاعت بھی پیر پرستی قرار دینا پڑے گی۔ قرآن مجید کے رو سے تو اولی الامر کی اطاعت واجب ہے اور پیر پرستی واقعی لعنت۔ ان دونوں میں بُعد المشرقین ہے۔ بیشک خلیفہ برحق کو فداکاروں کی ایسی جماعت ملتی ہے جو اس کے ادنیٰ سے اشارے پر جان تک فدا کر سکتے ہیں۔ مگر وہ انہیں کوئی خلاف شرع

حکم نہیں دیتا۔

پس ہماری جماعت پر پیر پرستی کا الزام بہتان عظیم ہے۔ اگر خلیفہ وقت کی پُرخلوص اطاعت کا نام آپ لوگ پیر پرستی رکھیں تو آپ کی مرضی۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کو طعن و تشنیع سے بچ کر حقائق پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

تحریر فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم۔ یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر یک ذلت اور دُکھ کے قبول کرنے کیلئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر مُنہ نہیں پھیرے گا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردئ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

"اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء"

نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا